www.KitaboSunnat.com

فکر و نظر

بدعت اور مصالح مرسلہ

زیرِ نظر مقالہ مدیر "محدث" حافظ عبدالرحمٰن مدنی کی کلیۃ الشریعۃ (جامعہ لاہور الاسلامیۃ) کے ہفتہ وار اجتماع میں کی گئی ایک تقریر ہے جس میں گزشتہ دنوں "محدث" میں شائع شدہ "دین میں بدعات" کے موضوع پر مسئلہ کے بعض پہلوؤں کی وضاحت کی گئی تھی۔ موجودہ شکل میں اسے ٹیپ سے منتقل کر کے ھدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے۔

ادارہ

بدعت عربی زبان کا لفظ ہے اور ب، د، ع اس کے حروفِ اصلی ہیں۔ بدعت کے معنی "نئی چیز" کے ہیں۔ کوئی ایسی چیز، جس سے پہلے اسی قسم کی کوئی چیز نہ ہو، لغوی اعتبار سے اسے "بدعت" کہتے ہیں یا یوں کہئے کہ کوئی ایسی چیز، جس کی مثل، یا اس کی کوئی نظیر پہلے سے موجود نہ ہو، کو "بدعت" کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے:

"قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ ۔ الآیۃ"!

(الاحقاف: ۹)

"(اے نبیؐ!) آپ فرما دیجئے، میں رسولوں میں سے کوئی پہلا رسول نہیں ہوں (کہ مجھ سے پہلے کوئی رسول نہ ہو گزرا ہو)"!

اللہ تعالیٰ کی ایک صفت "بدیع" ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

"بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَإِذَا قَضٰى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ

 محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَہٗ كُنْ فَيَكُوْنُ " (البقرۃ : ۱۱۷)

"آسمانوں اور زمینوں کو (ایسا) پیدا کرنے والا (کہ اس سے پہلے ان کی کوئی مثال یا نظیر موجود نہ تھی) اور (اللہ تعالیٰ) جب کسی کام کا فیصلہ کر لیتے ہیں، تو اسے کہتے ہیں : ہوجا! پس وہ ہوجاتا ہے۔"

یہ بدعت کے لغوی معنی ہیں :

شرعی اصطلاح میں بدعت اس چیز کو کہتے ہیں کہ دینی امور میں اس کی کوئی مثال پہلے سے موجود نہ ہو جا پہنچنے کیلئے مثال موجود نہ ہونے کا یہ معنی نہیں کہ بالکل اسی قسم کا ہو بہو کوئی واقعہ موجود نہ ہو۔ کیونکہ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں جو واقعات پیش آئے ، بعد کے زمانہ میں بھی بالکل اسی طرح کے واقعات پیش آئیں اور کوئی واقعہ اس سے مختلف شکل میں پیش نہ آئے ۔ یہ ناممکن ہے۔ لہٰذا "بدعت" کی صرف اسی قدر تعریف ناکافی ہے۔ بلکہ یہ کہا جائے گا کہ اگر کوئی ایسا شرعی اثر موجود نہ ہو، جس سے بعد میں پیش آنے والے کسی واقعہ کا حکم مستنبط ہو سکتا ہو، تو بھی (بعد کا) یہ (کام) "بدعت" ہے۔ ورنہ اس پر بدعت کا اطلاق نہیں ہوگا۔ جیسا کہ جمعہ کی دوسری اذان ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عہد میں جمعہ کی صرف ایک اذان تھی۔ اذانِ ثانی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقرر کی، لیکن یہ بدعت نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس کی دلیل شریعت میں موجود ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی اذان سے قبل بھی ایک اذان رکھی تھی۔ پہلی اذان حضرت بلال ؓ دیا کرتے تھے اور دوسری اذان حضرت عبد اللہ بن اُمِّ مکتوم رضی اللہ عنہ ان ہر دو اذانوں میں صرف اسی قدر وقفہ ہوتا تھا جس قدر کہ صبح کاذب ـــ اور صبح صادق میں ہوتا ہے ـــ صبح کاذب، صبح صادق سے پہلے ہوتی ہے اور اس کی نشانی یہ ہے کہ اس میں سفیدی بھیڑیئے کی دُم کی طرح اوپر کو اٹھی ہوتی ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے صبح ہو رہی ہو ، یہ صبح کاذب ہے۔ اس کے کوئی آدھ گھنٹہ بیس منٹ بعد صبح صادق ہوتی ہے۔ جس میں اوپر سفیدی ہوتی ہے نیچے سیاہی اور درمیان میں ایک خط یوں معلوم ہوتا ہے جیسے سفید دھاری اور سیاہ دھاری آپس میں مل رہی ہوں ـ قرآن مجید میں ہے :

حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفَجْرِ - الآيۃ ! (البقرۃ : ۱۸۷)

یعنی جب صبح کی سفید دھاری، سیاہ دھاری سے ممتاز ہو جاتے!

رمضان شریف آیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمائی کہ :

"لَا يَمْنَعَنَّكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ فَإِنَّهُ يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ"

"بلالؓ کی اذان تمہیں سحری کھانے سے نہ روکے، اس لئے کہ وہ رات کو (صبح صادق سے پہلے) اذان دیتے ہیں!"

اور اس کی حکمت یہ بیان فرمائی کہ :

"لِيُوقِظَ نَائِمَكُمْ وَلِيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ"

"تاکہ (یہ اذان) تمہارے سونے والے کو جگا دے اور تہجد پڑھنے والے کو واپس کر دے۔"

گویا اس اذان کا فائدہ یہ تھا کہ ایک تو نمازِ تہجد اور صبح کی نماز کے درمیان تھوڑا سا وقفہ ہو جائے اور تہجد پڑھنے والوں کو پے در پے نماز کا تسلسل تھکا نہ دے۔ دوسرے لمبی نیند کے بعد جاگنے والے قضائے حاجت اور صفائی وغیرہ کے امور سے فارغ ہو جائیں۔

اب ایسی ہی ایک ضرورت جمعہ کی نماز کے سلسلہ میں پیش آئی۔ اس لئے کہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"نمازِ جمعہ کے لئے سب سے پہلے آنے والے کو اونٹ کی قربانی کا ثواب ملتا ہے۔ دوسرے نمبر پر آنے والے کو گائے کی قربانی کا، تیسرے نمبر پر بکرے چھترے کی قربانی کا۔ الخ"

(اسی طرح یہ ثواب مسلسل کم ہوتا چلا جاتا ہے حتیٰ کہ خطیب جب خطبہ دینے کے لئے منبر پر کھڑا ہو جاتا ہے، تو ثواب لکھنے والے فرشتے ثواب لکھنا بند کر دیتے ہیں اب جو شخص خطبہ شروع ہونے کے بعد مسجد میں آتا ہے اس کے لئے یہ ثواب نہیں لکھا جاتا۔ لہٰذا ضرورت محسوس ہوئی کہ لوگ یہ نہ کریں کہ خطبہ کے درمیان آیا کریں، بلکہ اس سے قبل ہی ایک (پہلی) اذان سن کر تمام لوگ مسجد میں جمع ہو جایا کریں اور یوں جہاں وہ ثواب سے محروم نہ رہیں، وہاں اطمینان سے پورے کا پورا خطبہ بھی سن سکیں۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ کی طرف سے جمعہ کی دوسری اذان کا یہ اضافہ بدعت نہیں۔ اس لئے کہ اس میں بھی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صبح کی پہلی اذان کی طرح ایک حکمت پائی جاتی ہے ۔ گویا صبح کی اذان کی صورت میں اس کی دلیل موجود ہے اور صبح کی یہ اذان سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے ۔

حاصل یہ کہ بدعت کی تعریف میں صرف یہ بات کافی نہیں کہ وہ نئی چیز ہو، یا اس کی کوئی دلیل یا نظیر پہلے سے موجود نہ ہو بلکہ اگر کوئی ایسی چیز ، جو ایسے طور پر نئی ہو ، کہ اس کی دلیل کتاب وسنت میں موجود نہ ہو، تب وہ بدعت ہوگی ۔

پھر بدعت کی تعریف میں یہ بات بھی بڑی اہم ہے کہ کسی دینی اُمر میں کوئی احداث (نیا پن) ، اضافہ یا تبدیلی کی جائے یعنی ایسا کرنے والے کی نیت حصولِ ثواب کی ہو ، تو یہ بدعت ہے ۔ دنیاوی امور پر اس کا اطلاق نہیں ہوگا ۔ مثلاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھجوروں کی پیوندکاری[1] کرتے تھے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ناپسند کرتے ہوئے اس سے منع فرمایا تو پھل تھوڑا آیا ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے شکایت کی ۔ آپ نے فرمایا :

"إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ دِينِكُمْ فَخُذُوا بِهِ وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ رَأْيِي فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ"

"بے شک میں تو آدمی ہوں ۔ جب میں کوئی دین کی بات تم کو بتلاؤں تو اسے اپناؤ ، اور جب کوئی بات اپنی رائے سے کہوں ، تو آخر میں آدمی ہوں"

(صحیح مسلم : کتاب الفضائل)

اور مسلم ہی کی ایک حدیث میں یہ الفاظ بھی مروی ہیں ۔ آپ نے فرمایا :

"أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأَمْرِ دُنْيَاكُمْ"

"کہ تم اپنے دنیاوی معاملات کو مجھ سے زیادہ جانتے ہو ۔"

نتیجہ یہ کہ کسی دنیاوی اُمر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بات کو چھوڑ کر اگر اپنے تجربہ پر عمل کیا جائے ، تو چونکہ آپ نے اس کی اجازت دی ہے ، لہٰذا اس سے بدعت وغیرہ کا کوئی مسئلہ پیدا نہ ہوگا ۔ ہاں اگر یہی صورتحال کسی دینی اُمر میں ہو ، تو بلا شبہ یہ بدعت ہے ـــــ بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم کی نذر ہوگی ۔

---

[1] اس کو "تابیر" کہتے ہیں ۔ کھجور میں ایک نر ہوتا ہے ایک مادہ ۔ نر کا بور اور زیرہ لے کر مادہ کھجور پر ایک خاص انداز سے ڈالا جاتا ہے تو پھل اچھی قسم کا اور زیادہ پیدا ہوتا ہے عربی میں اسے "تابیرِ نخل" کہتے ہیں ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ بالا نکات کی مزید وضاحت کے لئے ہم چند مثالیں پیش کرتے ہیں :

۱۔ آج ہم جتنے لوگ موجود ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود نہ تھے تو ہمارا صرف یہ وجود دینی امر نہیں ۔ لہٰذا یہ بدعت نہیں ہے ۔

۲۔ آج کسی ایسے واقعہ کا پیش آنا، جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیش نہ آیا تھا، بدعت نہیں ہے ۔

۳۔ جدید مشینیں اور ایجادات، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود نہ تھیں ۔ مثلاً جدید اسلحہ، جدید ذرائع نقل وحمل اور آمد و رفت اور اسی قبیل کی دیگر چیزیں، یہ بھی بدعت نہیں ہیں ۔

۴۔ بدعت کا تعلق دینی امور سے ہے ـــــ امور میں سے بعض تو وہ ہیں کہ جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے، اور یہ کبھی حتمی ہوتے ہیں ۔ انہیں واجب کہتے ہیں ـــــ بعض امور ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے منع فرمایا ہے ۔ انہیں حرام کہتے ہیں ـــــ پھر بعض امور ایسے ہیں کہ جن کی انجام دہی کے لئے اللہ تعالیٰ نے کچھ شرائط، کچھ علامتیں اور کچھ طریقے مقرر فرمائے ہیں ـــــ مثلاً نماز کے لئے طہارت شرط ہے، عورت مخصوص ایام میں نماز نہیں پڑھ سکتی، فلاں نماز فلاں وقت پر پڑھی جائے ـــــ نماز اس طریقہ سے پڑھی جائے ـــــ یہ سب احکامِ الٰہی ہیں ۔ ان احکام میں سے کسی حکم کے اندر تبدیلی کرنا، حک و اضافہ کرنا ـــــ واجب کو غیر واجب اور غیر واجب کو واجب قرار دینا ـــــ کسی حکم کو اس کے مقررہ طریقے سے ہٹ کر ادا کرنا، یہ سب بدعات ہیں ـــــ اسی طرح عبادات میں کوئی ایسی عبادت، کہ شریعت میں اس کی کوئی مخصوص صورت مقرر نہ ہو، اگر اس کی صورت مقرر کر دی جائے تو یہ بدعت ہے ۔ مثلاً یہ کہا جائے کہ فلاں وقت میں فلاں نماز پڑھنے سے اس قدر ثواب ملتا ہے، اور شریعت میں اس کے لئے کوئی دلیل موجود نہ ہو تو یہ نماز بدعت ہوگی ۔

پھر عبادات کی ایک خاص شکل بھی شریعت میں متعین ہے ۔ اگر اس شکل سے ہٹ کر کوئی ایسی شکل پیدا کر دی جائے جو پہلے سے موجود نہ ہو تو یہ بھی بدعت ہوگی ۔ اس کی مثال یہ ہے کہ نماز تکبیر تحریمہ سے شروع ہوتی ہے اور تسلیم (السلام علیکم ورحمۃ اللہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر ختم ہو جاتی ہے۔ اب اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد اجتماعی دعاء نہ کی جائے گی، تو نماز ناقص رہے گی ــــ یہ عقیدہ رکھ کر اس پر عمل بدعت ہے ــــ ہاں اگر اس عقیدہ کے بغیر اجتماعی دعاء کی جائے۔ مثلاً نماز کے بعد کوئی شخص امام صاحب سے کہتا ہے کہ فلاں بیمار کے لئے دعا کیجئے، یا اپنی کسی دیگر حاجت کے لئے وہ دعا کی درخواست کرتا ہے اور سب نمازی مل کر دعا کریں، تو یہ بدعت نہیں ہوگی۔ اس لئے کہ نماز باجماعت ختم ہونے کے بعد دعاء کے لئے یہ ایک دیگر اجتماعی شکل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ اگر آپ سے کسی نے دعاء کے لئے درخواست کی ہے، تو آپ نے نماز کے بغیر بھی اجتماعی طور پر ہاتھ اٹھا کر دعاء کی ہے ــــ پس نماز کے بعد اجتماعی دُعاء، اس عقیدہ کے بغیر کہ اس سے نماز ناقص رہے گی، بدعت نہیں ہوگی۔

واضح رہے کہ عبادات میں اصل، حرمت اور ممانعت ہے۔ نیز تمام عبادات کی شکلیں متعین ہیں۔ اس لئے عبادات میں بدعت کا مسئلہ بڑی آسانی سے واضح ہو جاتا ہے، کہ اگر دلیل موجود نہ ہو تو یہ بدعت ہوگی ورنہ یہ بدعت نہیں ہوگی۔ جیسے کہ پہلے ہم نے جمعہ کی دوسری اذان کا ذکر کیا ہے۔

لیکن جہاں تک معاملات کا تعلق ہے، تو ان کی شکلیں متعین نہیں ہیں، البتہ ان کے لئے مقاصد متعین کر کے اجمالی ہدایات دے دی گئی ہیں یعنی کچھ بنیادی اصول دے دیئے گئے ہیں، کچھ حدود متعین کر دی گئی ہیں اور اس کے کچھ اندازے مقرر کر دیئے گئے ہیں جن کو "اقدار دینی" کہہ سکتے ہیں اور ان اقدار، اصول و ضوابط اور حدود کے اندر رہتے ہوئے ہمیں تدبیر کی کھلی اجازت ہے۔ یہ تدبیر ہم اپنی عقل و بصیرت سے کریں تو یہ بدعت نہیں ہوگی۔ مثلاً صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور میں قرآن مجید کو کتابی صورت میں جمع کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی کیونکہ مسیلمہ کذاب سے جنگ میں قرآن مجید کے حفاظ صحابہ کی ایک بڑی تعداد شہید ہو گئی تھی، لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس سلسلہ میں یہ خیال مانع تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام نہ کیا تھا ــــ ظاہر ہے، قرآن مجید کو جمع کرنا دینی امر تھا۔ تاہم حضرت عمرؓ کو یہ اصرار تھا کہ یہ کام بدعت نہیں ہے اور وہ اس سلسلہ میں دلائل سے قائل کرنے کی کوشش بھی کرتے رہے۔ بالآخر حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی اس نتیجہ پر پہنچے کہ قرآن مجید، جو خود دین ہے، اس کی حفاظت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی دینی امر ہے اور یہ مطلوب بھی مقصود بھی ہے ـــ تاہم یہ حفاظت کس طرح کی جائے؟ اس کا تعلق تدبیر کے میدان سے ہے۔ گویا قرآن مجید کو جمع کرنا دین کی حفاظت کا ایک ذریعہ اور تقاضا ہے۔ لہٰذا یہ دین میں کمی بیشی نہیں اور نہ ہی یہ بدعت ہے۔ چنانچہ یہ کام کر دیا گیا۔

اس کی دوسری مثال، نماز کے لئے پاک پانی کا حصول ہے ـــ نماز کے لئے طہارت شرط ہے۔ اور طہارت ظاہر ہے، پاک پانی سے ہوگی۔ اب پاک پانی کا حصول بذاتِ خود دین نہیں ہے، لیکن یہ دین کے لئے ایک ذریعہ بن کر دینی امر ہو گیا۔ پس ایسا امر، جو بالواسطہ دینی امر بن جائے۔ شریعت میں اس پر بدعت کا اطلاق نہیں ہوگا۔

(جاری ہے)

★ محدث خود پڑھیں اور دوسروں کو پڑھنے کی ترغیب دیں۔

★ اہل قلم حضرات، مضامین کاغذ کے ایک طرف، خوشخط اور واضح کر کے لکھیں۔

★ واضح رہے کہ محدث میں مطبوعہ مضامین شائع نہیں ہوتے۔

★ قلمکار حضرات علمی و تحقیقی اور اصلاحی مضامین ارسال فرما کر "محدث" کو مزید معیاری بنانے میں تعاون فرمائیں۔

★ خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ تعمیل ممکن نہ ہو گی۔

شکریہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ